(دعوت الی اللہ کورس)

تیسرا حصہ

منارۂ نور

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

(دعوت الی اللہ کورس)

تیسرا حصہ

منارۂ نور

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

نام کتاب : منارۂ نور (دعوت الی اللہ کورس) تیسرا حصہ

مصنفہ : نگہت ہاشمی

طبع اول : نومبر 2017ء

تعداد : 1000

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 102-H گلبرگ III، نزد فردوس مارکیٹ، لاہور

فون نمبر : 0336-4033045, 042-35881169, 042-35851301

کراچی : گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک II، کراچی

فون نمبر : 0336-4033034، 021-35292341-42

فیصل آباد : 121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد

فون نمبر : 03364033050، 041-8759191

ای میل : sales@alnoorpk.com

ویب سائٹ : www.alnoorpk.com

فیس بک : Nighat Hashmi, Alnoor International

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعوت الی اللہ دنیا کے تمام کاموں سے زیادہ عظیم اور دنیا کے تمام کاموں کے مقابلے میں زیادہ معزز کام ہے۔ وہ کام جو اللہ رب العزت نے اپنے انبیاء سے لیا اور جب محمد ﷺ کا معاملہ آیا تو آپ کی نبوت کو آخری نبوت قرار دیا گیا۔ اس کے بعد آپ کی امت کے ذمے وہی کام لگایا گیا جو کام نبی ﷺ نے کیا یعنی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کو کیا کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کا کام کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کو داعی الی اللہ کہتے ہیں اور اس کے کردار (Role) کو جب میں تصور (Imagine) کرتی ہوں تو میرے ذہن میں روشنی کا مینار آتا ہے۔ داعی الی اللہ سوسائٹی میں منارۂ نور ہوتا ہے، روشنی کا مینار (Lightning Tower) کا کام کیا ہے؟

ہمیشہ دوسروں تک روشنی پہنچاتے رہنا چاہے کوئی اس کے لیے تیار ہے یا نہیں Lighnting Tower کا کام بس روشنی دینا ہے۔ کبھی آپ رات کو دیکھتے ہیں ایسے میناروں (Towers) کو جو لوگوں کی رہنمائی کے لیے لگائے جاتے ہیں، جن کی وجہ سے اندھیرا دور ہوتا ہے اور روشنی ہوتی ہے؟ جو عام کھمبے بھی ہوتے ہیں ان کا کام بھی یہی ہے کہ اندھیرا دور کر دیں۔ اگر آپ داعی الی اللہ کو سمجھنا چاہیں تو کسی بھی روشنی کے مینار (Lightning Tower) سے اس کو اچھے طریقے سے سمجھ سکتے ہیں۔ روشنی کا مینار (Lightning Tower) روشنی پہنچانے کا کام کس طرح سے کرتا ہے؟ آپ Physical Example سے بتا سکتے ہیں کہ وہ روشنی کیسے پہنچاتا ہے؟ خود روشن ہوتا ہے یا صرف دوسروں تک روشنی پہنچاتا ہے؟

خود روشن ہوتا ہے اور خواہ اس کا اعلان نہیں ہوتا لیکن روشنی سب تک پہنچتی ہے۔ داعی

الی اللہ بھی ایسی شخصیت ہوتی ہے جس کا من بھی روشن ہوتا ہے، جس کا تن بھی روشن ہوتا ہے اور داعی الی اللہ کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد آتی ہے جیسے کسی نے کہا:

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بُوئے دوست

جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا دوست ہے اس کا کام کیا ہے؟ اس کی ذات سے اس کے کام کا اظہار ہوتا ہے، اس کی ذات روشن ہوتی ہے اور یہ روشنی اس کے توسط سے سارے جہان میں پھیلتی ہے۔ اس کی حد (Range) کیا ہے؟ مینارۂ نور جہاں ہے سب سے پہلی روشنی اپنے اردگرد کے ماحول میں پیدا کرتا ہے، پھر جتنی اس کی حد (Range) ہے، یعنی جتنا کسی کے اندر قوت (Potential) ہے اسی کے مطابق وہ روشنی دوسروں تک بھی پہنچتی ہے (الحمدللہ)۔

داعی الی اللہ جہاں کہیں بھی ہے اس سے رب تعالیٰ کی روشنی ہر طرف پہنچتی رہتی ہے۔ اس کے عمل سے بھی، اس کی زبان سے بھی اور اس کے احوال سے بھی یعنی جس طرح کے ماحول میں وہ رہتا ہے وہ لوگوں کے لیے روشنی کی مثال بن جاتا ہے (الحمدللہ)۔ انبیاء سب سے زیادہ روشنی پھیلانے والے تھے۔ اگر ہم تاریخی طور پر دیکھیں تو نسل انسانی کی تاریخ وہ تاریخ جو روشنی کی تاریخ ہے، دراصل وہ اندھیرے کی تاریخ بھی ہے لیکن تاریکیوں میں دیا جلانے کی تاریخ ہے۔ ہر دور میں، ہر طرح کے حالات میں انبیاء نے روشنی کو پھیلانے کا کام کیا (الحمدللہ)۔

مثال کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھیے، حضرت نوح علیہ السلام کو دیکھیے، نوح علیہ السلام نے اپنے بارے میں کیا کہا تھا؟ کہ میں آپ کے لیے کیا حیثیت رکھتا ہوں کیا؟ کام کرتا ہوں؟ میں آپ کے لیے ناصح (خیر خواہ) ہوں، (امین) امانت دار ہوں۔ دو بہت ہی پیاری حیثیتیں ہیں جو سیدنا نوح علیہ السلام نے متعارف (Introduce) کروائیں، ایک

رب سے تعلق کے اعتبار سے اور دوسری انسانوں کے اعتبار سے۔

رب سے تعلق کے اعتبار سے یہ خاص بات ہے کہ جو روشنی کا مینار ہوتا ہے اس نے امانت پہنچانی ہوتی ہے۔وہ امانت دار ہوتا ہے کیونکہ اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت، اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے۔وہ نہ اس میں کمی کرتا ہے نہ اضافہ (As It Is) اسی طرح سے اور اسی طریقہ کار کے مطابق جو ربِّ عظیم چاہتا ہے، وہ امانت پہنچا دیتا ہے۔

اور انسانوں کے اعتبار سے ناصح ہے کہ انسانوں کے لیے وہ خیر خواہ ہوتا ہے۔اگر انسانوں کے لیے خیر خواہی کے جذبات داعی کے دل کے اندر پیدا نہ ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ربّ تعالیٰ کی طرف نہیں بلا رہا۔خیر خواہی لازم ہے، ضروری ہے لہٰذا ربِّ عظیم کی طرف بلانے والا خیر خواہ بھی ہو اور امین بھی۔یہ اس کی بنیادی خصوصیات ہیں۔

اسی طرح سے دعوت کے میدان میں جب اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے تو ایک بنیادی خصوصیت صبر ہے۔اس لیے کہ داعی اور مدعو (یعنی جسے دعوت دینی ہے اور جس نے دعوت قبول کرنی ہے یا رد (Reject) کرنی ہے) ان کا رشتہ ایسا ہے جس میں مدعو کے اندر ردِعمل (Reactions) پیدا ہوتے ہیں۔آپ اچھے طریقے سے جانتے ہیں کہ انسان اپنی عادتوں کے اسیر ہوتے ہیں اور ان کا جو ذہنیت (MindSet) ہوتی ہے وہ اس کے مطابق چلنا چاہتے ہیں۔جب اس میں کوئی تبدیلی لانے کی کوشش کرتا ہے تو ردِعمل (Reactions) ابھرتے ہیں، یہ ردِعمل کی نفسیات جب ابھرتی ہے تو اس کا اظہار بھی ہوتا ہے۔کبھی آپ کسی کو کوئی بات کہتے ہیں اور وہ اس کے طریقہ زندگی سے مخالف ہو تو اس کے اندر جھنجھلاہٹ پیدا ہوتی ہے۔یہ ابتدائی ردِعمل (Reactions) ہوتا ہے۔پھر اگر داعی کی جانب سے وہ سچی دعوت جاری رہے تو یہی جھنجھلاہٹ غصے میں بدل جاتی ہے اور غصے کا اظہار جب ہوتا ہے تو داعی کا کوئی معاملہ نہیں بچتا یعنی داعی پر ہی سب سے زیادہ اس

ردعمل کی زد پڑتی ہے۔اور ایسے میں اگر داعی الی اللہ (اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا) خود بھی ردعمل کی نفسیات کا شکار ہو جائے، وہ بھی غصہ کرنے لگے تو خیر خواہی کہاں گئی؟ امانت کہاں جائے گی؟ بات تو نہیں پہنچے گی جب کہ اس نے پہنچانی ہے۔اس کا مطلب ہے کہ پہنچانے والے نے صبر کرنا ہے، تحمل اور برداشت سے کام لینا ہے۔آپ کو یاد ہوگا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے نصیحت کرتے ہوئے جو قیمتی باتیں کہی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی:

وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ (لقمان :17)

''اور جو مصیبت بھی تم پر آئے اس پر صبر کرو۔''

داعی الی اللہ کو یہ مصیبت مدعو کی طرف سے پہنچتی ہے اور اس کی وجہ اگر داعی کی سمجھ میں آجائے تو وہ Reactionary ہونے سے بچ سکتا ہے۔وہ اس کو اپنی ذات کے خلاف نہ سمجھے بلکہ یہ سمجھے کہ دراصل اس کے پچھلے تصور (Concept) پہ ضرب پڑ رہی ہے، اس ضرب کی وجہ سے اس کے اندر ایک بے چینی، جھنجلاہٹ اور پریشانی ہے۔تو داعی کا کام اس کا علاج کرنا ہے، اس وقت اس کی کیفیات کو سمجھ کر اسے بتانا ہے، حق اس کے سامنے واضح کرنا ہے اور اس کو ردعمل سے بچانا ہے تو ایسے میں سب سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ نرمی اور محبت ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ''اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِي شَيْءٍ اِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهُ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے وہ اسے خوبصورت بنا دیتی ہے۔اور جس چیز سے نرمی نکال دی جاتی ہے تو وہ چیز بدصورت ہو جاتی ہے۔'' (مسلم:6602)

تو داعی الی اللہ جتنا اس کام کے لیے مخلص ہوگا، جتنا امانت کی حقیقت کو سمجھے گا اتنا ہی زیادہ وہ ردعمل (Reaction) سے بھی بچے گا۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ دعوت الی اللہ کا کام کرنے والا ہی دراصل اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ فرد بن سکتا ہے کیونکہ اس کی اپنی اصلاح بہت ہوتی ہے۔ وہ (Self Control) سیکھتا ہے اور یہ کتنی بڑی چیز ہے جس کی وجہ سے زبان کی بھی حفاظت ہوتی ہے، جس کی وجہ سے Gestures کی بھی حفاظت ہوتی ہے اور دل کے معاملات کی بھی حفاظت ہوتی ہے۔ جانتے ہیں اس حفاظت کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ انسان کا وقت ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے۔ اس کی زندگی ضائع ہونے سے بچتی ہے کیونکہ انسان کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ دوسرے کے ردعمل کا شکار ہو جائے تو اس کی وجہ سے اس کے اپنے اندر تکلیف دہ صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی ابلیس تو یہ کوشش کرتا ہے اور یہی بات یہ ہے کہ ابلیس کی کوششوں میں کامیاب ہونے کا معاملہ زیادہ قریب ہوتا ہے کیونکہ داعی بھی غصے کا شکار ہو جاتا ہے۔ جب غصے کا شکار ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے دعوت الی اللہ کی روشنی غائب ہو جاتی ہے اور اندھیرا رہ جاتا ہے۔ مجھے اس بات کی حقیقت سورہ البقرہ کی آیت کے حوالے سے زیادہ سمجھ آتی ہے، اس لیے کہ داعی الی اللہ اللہ تعالیٰ کا ولی، اللہ تعالیٰ کا دوست ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کے لیے خوشخبری دی ہے

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

"اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔" (البقرہ، 257)

اللہ تعالیٰ ولی ہے اور وہ مافوق الفطرت طریقے سے مدد کرتا ہے اور ایسے طریقوں سے مدد کرتا ہے جو انسان کی سوچ اور استطاعت سے باہر ہوتے ہیں۔ کونسی تاریکیاں ہیں جس میں ایک شخص گرفتار ہو سکتا ہے، جس سے زندگی اندھیرے میں ہو سکتی ہے اور یہ اندھیرا کسی

وقت بھی ہو سکتا ہے۔ پاکستان کے رہنے والے تو اس بات کو بہت اچھے طریقے سے سمجھتے ہیں کہ لوڈ شیڈنگ کسی وقت بھی ہو سکتی ہے، تو یہ لوڈ شیڈنگ زندگی میں ہوتی رہتی ہے اور کوئی لمحہ نہیں لگتا کہ انسان کی زندگی کی روشنی اندھیرے میں بدل جائے لہٰذا ہر وقت محتاط (Conscious) رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ ایسے ہی انسان بچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جن کو اپنا دوست بنا لیتے ہیں تو ان کو کن تاریکیوں سے نکالتے ہیں؟

طالبات: شکوک وشبہات کی، خواہش پرستی کی، شرک کی۔

اب آپ اپنے آپ کو لفظی دنیا سے نکال کر عملی دنیا میں لے آیئے۔ اب آپ اپنے گھر والوں کو اپنی دوستوں کو، اپنے اردگرد والوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہے ہیں اور انہیں اچھا نہیں لگ رہا، وہ جھنجھلا رہے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ آپ پر فقرے پھینکنا شروع کر دیں۔ یہ بڑا قدرتی سلسلہ ہے، اللہ تعالیٰ کے نبیوں پر بھی یہ سلسلہ بھرپور طریقے سے گزرا ہے چوٹیں کسنا، مذاق اُڑانا اور یہ ساری باتیں کسی کے ساتھ بھی پیش آسکتی ہیں۔ جب کسی پر کسی حوالے سے گہری چوٹ لگے تو کیا اس کے اندر سے ردعمل (Reaction) ابھرتا ہے؟ اور جو ردعمل (Reaction) ابھرا وہ کس صورت میں ابھرے گا؟ دیکھیں عملی طور پر دیکھیں گے تو زیادہ سمجھ آئے گی۔ مثلاً غصہ آ گیا ہے اور غصے میں کنٹرول Loose ہو جاتا ہے یعنی انسان کی اپنے حواس پر گرفت نہیں رہتی۔ آپ یوں سمجھئے کہ آپ کی زندگی کی گاڑی ہے جس کے ڈرائیور آپ تھے، آپ کو رب العزت سے رہنمائی مل رہی تھی اور آپ اس کے مطابق گاڑی چلا رہے تھے اور زندگی کی گاڑی چل رہی تھی۔ اچانک کیا ہوا؟ غصہ آیا تو سٹیرنگ ابلیس کے ہاتھ میں چلا گیا اب وہ آپ کو کہاں لے جائے گا؟

اب آپ کو کچھ پتہ نہیں کہاں کہاں وہ ردعمل (Reaction) لگا دے کیونکہ جب آگ لگتی ہے تو وہ یہ تھوڑی دیکھتی ہے کہ میں نے فلاں چیز کو لگنا ہے اور فلاں کو نہیں لگنا۔ وہ تو

ہر چیز کی طرف لپکتی ہے اور اگر کسی چیز کو فوری طور پر آگ نہ لگے تو دھواں تو لگے گا ہی اور سیاہی تو پھیلے گی ہی۔ غصے کی وجہ سے انسان روشنی سے تاریکی میں چلا جاتا ہے لیکن اس بات پر یقین رکھیں کہ:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (البقرہ :257)

''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے وہ ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے''

لیکن! کب؟

اب آپ دیکھیں کہ Reaction لگ گیا، اول تو لگنا نہیں چاہیے تھا لیکن زندگی میں یہ موڑ آتے رہتے ہیں کہ کبھی Reaction لگ جاتا ہے اور کبھی انسان کنٹرول کر لیتا ہے لیکن اس بات کو سیکھنا چاہیے کہ ردِ عمل (Reaction) سے خود کو کیسے بچائیں؟ اگر آپ مدعو کو اپنی ذات کے حوالے سے دیکھیں گے تو Reactions لگیں گے اور اگر آپ یہ سوچیں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مقام پر کھڑا کیا ہے، اور میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہا / رہی ہوں اور اس (مدعو) کے لیے ماننا مشکل ہے لہٰذا مجھے اس کے لیے راستہ آسان کرنا ہے۔

ایک ڈاکٹر کا کیا کردار ہوتا ہے؟ ڈاکٹر کیا کرتا ہے؟ مثلاً مریض تڑپ رہا ہو اور بہت زیادہ تکلیف کا اظہار کر رہا ہو تو ڈاکٹر کیا کرتا ہے؟ میڈیسن دیتا ہے؟ پھر کیا کرتا ہے؟ پھر اگر مریض اس کی زیرِ نگرانی ہو تو اسے دیکھتا ہے کہ کہیں اس کا بلڈ پریشر زیادہ تو نہیں ہے اس کی pulse کیسے چل رہی ہے؟ اس کے باقی معاملات کیسے ہیں؟ لیکن ڈاکٹر کو دیکھئے وہ ردِ عمل (Reaction) سے بہت دور ہوتا ہے، Cool and Calm رہتا ہے تو داعی الی اللہ کیوں نہیں Cool and Calm رہ پاتا؟ کیونکہ اس کے اندر مسلسل Reaction

لگانے کی ابلیس کوشش کرتا ہے کہ دیکھو اس نے تمہیں یہ کہہ دیا، دیکھو اس نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ بات کر دی۔ اگر وہ نہ کہیں تب بھی اس کے اندر مسئلہ (Problem) تو موجود ہے جس کو حل (Solve) کرنے کے لیے آپ گئے تو در اصل آپ نے کیا کام کیا؟ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑنے کے لیے کوشش کی جس میں آپ ابھی کامیاب نہیں ہو رہے۔

ایک دفعہ ایک شخص اللہ اکبر سمجھا رہا ہے (اللہ سب سے بڑا ہے) اور انسانوں کو نہیں ایسے جانوروں کو جن کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی اور انہیں کس چیز کے لیے تیار کر رہا تھا؟ ذبح ہونے کے لیے۔ اور کبھی ان کے سر پہ ہاتھ پھیرتا ہے، کبھی بدن پہ ہاتھ پھیرتا ہے پھر ان کے کانوں میں کہتا ہے: اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ پھر وہ بھیڑیں آسانی کے ساتھ تیار ہو گئیں۔ داعی الی اللہ اسی طرح سے محبت اور شفقت کے ساتھ ہاتھ پھیرتا ہے اور داعی الی اللہ ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ داعی الی اللہ ایک بیمار کے پاس گیا ہے اس کی تیمارداری کے لیے اور وہ کہتا ہے مجھے یہ بیماری کیوں آگئی؟ اس موقع پر داعی الی اللہ محسوس کرتا ہے کہ اس کا تقدیر پر ایمان متزلزل ہے، اس کو یہ سمجھ نہیں آرہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب بیماری آتی ہے تو وہ بھی مومن کے لیے باعثِ رحمت بن جاتی ہے تو داعی الی اللہ اسے سمجھاتا ہے:

> سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں آپ ﷺ کی بیماری کے وقت حاضر ہوا، آپ ﷺ کو بہت سخت بخار تھا۔ میں نے عرض کی کہ آپ ﷺ کو تو بہت ہی سخت بخار ہے۔ (شاید) اس لیے ہو گا کہ آپ کو دو اجر ملیں گے فرمایا: ''ہاں! مسلمان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی پاتی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے عوض گناہ معاف نہ کر دیتا ہو جس طرح خشک درخت کے پتے

جھڑ جاتے ہیں۔'' (مسلم:6560)

تو یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں بندے کے لیے خیر ہوتی ہے، بھلائی ہوتی ہے یقیناً اس بیماری میں بھی آپ کے لیے خیر ہوگی۔ اب یہ امید ہے جو داعی ایک بیمار (Patient) کو دیتا ہے کہ ''لا بأس'' کوئی حرج نہیں، کچھ نقصان نہیں ہوگا (ان شاء اللہ) آپ صحت مند ہو جاؤ گے اور ایسے موقع پر دعا کرنا کتنا کارگر ہوتا ہے۔ نبی ﷺ چہرے پر ہاتھ رکھتے تھے، ماتھے پر اور جسم پر بھی ہاتھ پھیر کر یہ دعا کرتے تھے اور ایسے ہی ایک داعی الی اللہ بھی دعا کرسکتا ہے:

اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُ کَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

ترجمہ: ''اے اللہ! لوگوں کے پروردگار! بیماری کو دور فرما اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ نہیں ہے شفا سوائے تیری شفا کے ایسی شفا جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے۔'' (ابن ماجہ:3520)

کیا اس سے کسی کی (Mind Setting) ہوتی ہے؟ جی ہاں بلکہ دل بے حد ٹھکانے پہ آجاتا ہے (الحمد للہ)۔ داعی الی اللہ جب کسی کو دیکھتا ہے کہ وہ کسی وجہ سے پریشانی میں مبتلا ہے اور اس کے لیے اس پریشانی سے نکلنا مشکل ہو رہا ہے تو داعی الی اللہ اسے دعا دیتا ہے اور سکھاتا بھی ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا وَّاَنْتَ تَجْعَلُ الْحُزْنَ اِذَا شِئْتَ سَهْلًا

اے اللہ! نہیں ہے کوئی کام آسان مگر وہی جسے تو آسان کردے اور تو مشکل کام کو آسان کر دیتا ہے جب تو چاہے۔ (صحیح ابن حبان:2447)

اس طرح سے کسی کی مدد (Help) ہوتی ہے؟ اصلاً دعوت الی اللہ کا کام اللہ تعالیٰ کے

ساتھ جوڑنے کا کام ہے Connectivity ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ دلیل (Logic) اور مباحثے (Reasoning) کی بہت ضرورت ہوتی ہے لیکن مسلمانوں کے اندر کام کرتے ہوئے سادہ ترین انداز (Simplest Way) سے اگر آپ کسی کا تعلق اپنے رب سے جوڑ دیتے ہیں تو اگلے معاملات بہت زیادہ آسان ہو جاتے ہیں۔ پھر Reasoning کرنے کا بھی فائدہ ہوتا ہے اور کوئی قبول کرنے کے لیے تیار بھی ہو جاتا ہے۔ اگر آپ براہ راست (Direct Reasoning) سے بات شروع کرتے ہیں تو دلائل (Reasoning) تو مدعو کے پاس بھی بہت ساری ہے پھر ردعمل (Reaction) زیادہ جلدی لگتے ہیں۔

عمومی طور پر ہمارے یہاں وہ بات سب سے پہلے کہی جاتی ہے جو آخری ہوتی ہے۔ آخری بات اگر سب سے پہلے کر لی جائے تو پھر قبولیت والا معاملہ مستقل ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دوسرا بندہ ایک ایسی سطح (Stage) پہ چلا جاتا ہے جس کے بعد اس کو دوبارہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ جوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ہر دل کے اندر ہے اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی محبت بھی مسلمانوں کے دل کے اندر ہے لیکن مسلمان اس محبت کا اظہار غلط کر رہے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ وہ صحیح اظہار کریں اور آپ جاتے ہی انہیں کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کی محبت کے لیے آپ نے جو گھروں پہ Lights لگائی ہیں یہ درست نہیں ہے اور آپ جو مجالس منعقد کر رہے ہیں وہ سب غلط ہیں۔ آپ نے اگر کسی کی زندگی کو حرف غلط قرار دے دیا تو کیا وہ آپ کی بات سنے گا؟ جو محبت اس کے دل کے اندر ہے اس کا اظہار وہ روشنیوں سے کرنا چاہتا ہے، اس کا اظہار وہ ایسی مجالس منعقد کر کے کرنا چاہتا ہے تو آپ اس کو اور اس کی محبت کو Appreciate تو کر دیں، اس کو داد تو دے دیں کہ جو محبت آپ کے دل کے اندر ہے اللہ پاک اس میں اور اضافہ فرمائے، اور اللہ تعالیٰ اسے قبول کر لیں،

اور اللہ تعالیٰ اس محبت کو اسی طرح سے بڑھائے جس طرح سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت بڑھی تھی، اور اس کو اسی طریقے سے ظاہر کرنے کی توفیق بھی دے جو اس کو پسند آجائے۔ یعنی آپ آخری درجہ کا کام پہلے درجے پہ کر لیتے ہیں تو مدعو کے واپس پلٹنے کا چانس ختم ہو جاتا ہے۔ انسان کو سمجھانا آسان ہوتا ہے اور جانور کو سدھانا اور سمجھانا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن اگر جانور مان سکتا ہے تو انسان کیوں نہیں مان سکتا؟

داعی الی اللہ کا اس دنیا میں Lighnting Tower کا، مینارۂ نور کا، روشنی کے مینار کا یہی کام ہے اور دور خواہ کوئی بھی ہو روشنی کی ضرورت کبھی ختم نہیں ہوتی تو داعی الی اللہ کا کام کیا ہے؟

خیر خواہی

امانت کو پہنچانا

نرمی اور محبت سے

داعی الی اللہ کا کردار صابرانہ کردار ہے۔ اگر اس کا صبر ختم ہو جائے تو روشنی چلی جائے گی، تاریکی میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے گا تو رب کی بات کیسے پہنچے گی؟ اس لیے اپنا کردار سمجھئے کہ آپ کا اصل کردار (Role) کیا ہے؟ آپ روشنی کے سفیر ہیں، آپ کے پاس یہ روشنی امانت ہے اور آپ نے اس روشنی کو پہنچاتے ہوئے صبر سے کام لینا ہے، نرمی اور محبت کے ساتھ یہ پیغام پہنچانا ہے۔ اس کے لیے کرنے والا جو کام ہے وہ یہ کہ آپ کا اپنا رخ درست ہو جائے۔

اب ایک اور مثال سے ہم سمجھیں گے، دیکھیں زمین اور سورج کی مثال ہے زمین ایک تاریک کرّہ ہے جس میں ہم بستے ہیں اور اس کی اپنی کوئی روشنی نہیں ہے، سورج کی روشنی زمین پر پڑتی ہے تو وہ حصہ روشن ہو جاتا ہے جو سامنے ہوتا ہے اور جو حصہ اس کے

سامنے نہیں ہوتا وہ روشن نہیں ہوتا۔ اس عمل میں سورج کا کردار کیا ہے؟ نبی ﷺ نے یہ کردار ادا کیا اور قرآن حکیم اس کی گواہی دیتا ہے:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ﴿۴۶﴾

اے نبی! یقیناً ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف اُسی کے حکم سے دعوت دینے والا اور روشنی دینے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ (الاحزاب:46،45)

اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا، آپ ﷺ کی جو حیثیت سورۃ الاحزاب میں بتائی گئی وہ کیا ہے؟

آپ ﷺ کا شاہد اور گواہ ہونا

آپ ﷺ کا مبشر ہونا

خوشخبری دینے والا

آپ ﷺ کا نذیر ہونا

اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا

اور روشن چراغ

سورج کا کام کیا ہے؟ سورج اپنی جگہ پر ہے اور زمین حرکت (Move) کرتی ہے۔ اس کا جو حصہ سورج کے سامنے آتا ہے وہاں روشنی ہو جاتی ہے تو سورج کے اس عمل میں کبھی کوئی فرق نہیں آیا، سورج Reactionary نہیں ہوتا اگرچہ سورج کے اندر ہر وقت (Reaction) لگتے ہیں۔ کیونکہ سورج کے اندر جو حرارت ہے، جو روشنی ہے وہ کہاں سے آتی ہے؟ ایٹم کی ٹوٹ پھوٹ سے، Atomic Energy سے اندر اتنا

بڑا Reaction لگتا ہے لیکن سورج میں ایک بھی نظر نہیں آتا۔ ٹوٹ پھوٹ ہے لیکن اس ٹوٹ پھوٹ کا دوسروں پر اثر نہیں ہوتا اور اقبال نے اتنی پیاری بات کہی ہے:

لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرے کا دل چیریں

خورشید سے مراد سورج ہے اور خورشید کا لہو کیا ہے؟ Atomic Energy، ایٹم کی ٹوٹ پھوٹ ہوتی ہے تو روشنی نکلتی ہے۔ بندے کے اندر بھی شیطان ہمیشہ ردعمل (Reaction) لگانے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور جو اللہ رب العزت سے محبت کرتا ہے وہ ہر وقت اس ردعمل کی نفسیات سے خود کو نکالتا ہے۔ اس لحاظ سے داعی کے لیے ہر وقت ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا ماتحت بنائے۔ دنیا میں زندگی گزارنے کے دو ہی طریقے ہوتے ہیں یعنی دو رویے ممکن ہیں اور یہ بات بڑی اہم ہے، سادہ ہے لیکن Important بہت ہے۔ ایسا کرنے والا کام ہے جو ساری زندگی جاری رہتا ہے لیکن ساری حیات میں یہی کام نہیں ہوتا۔ آپ چاہیں تو جلد ہی اس کو سمجھ کر، اللہ تعالیٰ کی مدد سے اپنے آپ کو کنٹرول کر سکتے ہیں اور اگر چاہیں تو سدا ہی آپ کا یہ مسئلہ (Problem) جاری رہ سکتا ہے۔ آپ زندگی میں کسی مقام پر، کسی میدان میں پہنچ جائیں ہمارے اندر Reaction لگانے سے شیطان باز نہیں آتا اور ہر وقت ٹوٹ پھوٹ کا عمل جاری رہتا ہے۔ حقیقتاً اگر آپ اسے سمجھ جائیں گے تو آپ کے لیے بہت آسانی ہو جائے گی اور اپنے آپ کو درست کرنا ممکن ہو جائے گا (ان شاء اللہ)۔

جو دو رویے ممکن ہیں ایک Allah Oriented Life ہے، خدا رخی زندگی اور ایک خود رخی زندگی ہے۔ جتنی اخلاقی برائیاں ہیں، جتنے انسان کے اندر منفی رویے پیدا ہوتے ہیں وہ اپنی طرف دیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن انسان جب خدا رخی زندگی اختیار کرتا ہے تو ہر معاملے میں، ہر بات میں اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتا ہے۔ جب کسی کے اندر

شیطان نے Reaction لگایا اور اسے غصہ آ رہا ہے تو وہ کہتا ہے:

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کر لیا ناں اور اس کی پناہ لے لی اب وہ خود کو تو نہیں بچا سکتا ہے لیکن اعوذ باللہ کی وجہ سے اس کے دل کو یہ یقین ہے کہ میرا رب مجھے پناہ دے دے گا اور پناہ دینے کی بات کہاں تک جا پہنچی؟ نبی ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْا فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَّاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

''اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ پس تو مجھے ایک لمحے کے لئے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کرنا اور میرے سارے کاموں کو درست فرما دے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔'' (ابو داؤد:5090)

میرے سارے حالات کی اصلاح کر دینا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ بات کتنی اہم (Important) ہے کہ ایک لمحے کے لیے بھی مجھے میرے حوالے نہ کرنا کیونکہ سارا مسئلہ (Problem) انسان کے اپنے اندر ہے۔ جب وہ اپنی طرف دیکھتا ہے تو اسے لگتا ہے کہ:

کسی نے مجھے یہ بات کیوں کہی؟

میری طرف دیکھا کیوں نہیں ہے؟

مجھے نظر انداز (Ignore) کیوں کیا؟

میرے ساتھ مثبت (Positive) بات کیوں نہیں ہوتی؟

مجھے میرا حق کیوں نہیں ملتا؟

ہر مقام پر اللہ تعالیٰ سے کٹا ہوا تعلق نظر آتا ہے۔ ''میں'' یہ انا پرستی کا مذہب ابلیس کا ہے۔ جب انا سے ضرب لگتی ہے تو اندر لوڈ شیڈنگ ہو جاتی ہے اور اندھیرا ہو جاتا ہے۔ بس

فیصلہ تو دو چیزوں کے درمیان ہے خودرخی یا خدارخی! زندگی میں اپنی طرف رخ کریں گے تو Reaction لگیں گے اور اندھیرا ہو جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے تو مدد ملے گی۔ روشنی کے منبع و مرکز کے ساتھ تعلق بن گیا تو پناہ مل رہی ہے جہاں آپ کو جس چیز کی ضرورت ہوگی وہ ضرورت کو پورا کرے گا (ان شاء اللہ)۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتا ہے وہ اپنی ساری سرگرمیوں کا مرکز ومحور اللہ تعالیٰ کی ذات کو بنالیتا ہے اور جو اپنی طرف دیکھتا ہے وہ اپنی ساری سرگرمیوں کا مرکز اپنی ذات کو بنالیتا ہے۔

مجھے کیا اچھا لگتا ہے؟

اس وقت مجھے کیا ضرورت ہے؟

میں کیا کھاؤں، کون سی بات مجھے خوش کرے گی؟

اور میں کن لوگوں کے درمیان رہنا پسند کرتا ہوں؟

ہر وقت ''میں'' کی گردان ہوتی رہتی ہے، میں کو عربی زبان میں ''انا'' کہتے ہیں۔ انا پرستی مذہب ہے اور آج کے دور کا سب سے بڑا مذہب انا پرستی ہے ''میں ہوں اور میں ہوتا رہتا ہوں''۔ خود اعتمادی بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے، خودرخی زندگی کا سلسلہ کوئی آسان سلسلہ نہیں ہے انتہائی مشقت کی زندگی ہے اور ہر وقت اندر آگ لگی رہتی ہے۔ ایک آگ لگتی ہے تو انسان خود بھی روشن ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی روشنی ملتی ہے لیکن دوسری آگ لگتی ہے تو اس کی وجہ سے انسان خود بھی جلتا ہے اور سارے معاشرے کو جلا دیتا ہے۔ آج کے دور میں دیکھئے گھروں کے اندر جو فسادات ہیں ساس بہو کا جھگڑا، نند بھابی کا جھگڑا، دیورانی جٹھانی کا جھگڑا، ہمسائیوں (Neighbours) کے درمیان اور رشتہ داروں (Relatives) کے درمیان جھگڑے، ان جھگڑوں کا سبب کیا ہے؟ خودرخی زندگی۔

اب ہم اپنے آپ کو بھی خدارخی زندگی گزارنے کے لیے تیار کر رہے ہیں اور یہ چاہتے

ہیں کہ دوسرے بھی خدا رخی زندگی اختیار کریں تا کہ وہ ان ساری تکالیف سے نکل جائیں۔لہذا اس کو سمجھنا بہت ضروری ہے کہ خود رخی زندگی میں انسان کے اندر کون سے جذبات ابھرتے ہیں؟سب سے بڑا جو نقصان ہوتا ہے اور پہلا رویہ جو ابھرتا ہے وہ گھمنڈ کی نفسیات ہے،تکبر یعنی اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔پھر حسد ہوتا ہے کیونکہ ظاہر ہے جس کے مقابلے میں خود کو بڑا سمجھ رہے ہیں ہر وقت وہی سامنے رہے گا اور اس کے مقابلے جب آپ مقابلے(Comparison) میں آئیں گے تو اس سے حسد کریں گے پھر بلا جواز ایک مقابلہ لگا بیٹھیں گے۔

اور اللہ کے رسول ﷺ نے سچی بات کہی ہے:

إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ أَوْ قَالَ الْعُشْبَ.

تم لوگ حسد سے بچو اس لیے کہ حسد نیک کاموں کو اس طرح کھا لیتا ہے کہ جس طرح آگ لکڑی یا گھاس کو کھا لیتی ہے۔(سنن ابی داود:4903)

پھر ساری نیکیوں کو ہی آگ لگ گئی اور اگر آپ خود رخی زندگی گزار رہے ہیں تو دعوت الی اللہ کا کام نہیں کر سکتے کیونکہ آپ کے اندر روشنی نہیں ہے بلکہ اندھیرا ہے۔آپ کی زبان سے ایک لفظ بھی اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا نہیں نکلے گا کیونکہ آپ اپنی ذات میں بہت بڑے ہیں۔بہت سے لوگ مجھے کہتے ہیں کہ:

ہمیں سمجھ نہیں آتی اللہ تعالیٰ کی طرف کیسے بلائیں؟

مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ رکاوٹ کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی طرف جس نے بلانا ہے،جس کے اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اس کو اللہ اکبر سکھانے میں کتنی دیر لگے گی!وہاں تو ہر وقت اللہ اکبر کا مظاہرہ

(Demonstration) ہوگا۔ اس کی زندگی سے خود بخود لوگوں کو پتہ چل رہا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور اس کی زبان سے بھی وہی الفاظ نکلیں گے۔ جس کے دل کے اندر اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی ہے اس کا ہر کام اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع ہوگا اور اگر وہ زبان سے کسی کو نہ بھی کہے اس کی بسم اللہ سارے لوگوں کے لیے مثال بن جائے گی، یہ اللہ تعالیٰ کی روشنی ہے۔ جس دل کے اندر اللہ رب العزت کی ذات بڑی ہو جاتی ہے اور جتنی بڑی ہوتی ہے اتنی روشنی پھیلنا شروع ہو جاتی ہے (الحمدللہ)۔ اس کے اپنے کردار کی اصلاح ہوتی ہے تو اس کی وجہ سے روشنی دوسروں تک پہنچنا شروع ہو جاتی ہے، زبان سے بات جب نکلتی ہے تو اندر اور باہر میں کوئی فرق نہیں ہوتا پھر بات دل تک پہنچتی ہے (الحمدللہ)۔

میں سمجھتی ہوں سب سے پہلے اپنے اندر کا جائزہ ضرور لے لیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی نظر آتی ہے یا اپنی ذات؟ جب اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی نظر آئے گی تو اللہ تعالیٰ کی بات بھی بڑی نظر آئے گی۔ آپ اپنی گفتگو میں دیکھیں اللہ اکبر ہے؟ اللہ اکبر ہوگا تو اس کا مطلب ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی باتیں کریں گے لیکن اگر آپ کی ذات آپ کی نظر میں زیادہ بڑی ہے تو آپ اپنی باتیں کریں گے، اپنے اہل خاندان کی، اپنے معاملات اور اپنے حالات کی۔ آج کی دنیا میں FaceBook بہت بڑی گواہی ہے، ہر کوئی اپنی ذات کی گواہی دینے کے لیے کھڑا ہے، ہر کسی کی FaceBook بتاتی ہے کہ وہ کس کا گواہ ہے اللہ تعالیٰ کا یا اپنا؟ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سب اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور کتنے کم لوگ ہیں جو FaceBook کے ذریعے اللہ اکبر کہتے ہیں۔ کسی کو پتہ ہی نہیں چلا کیسے خود رخی زندگی کا اظہار ہوتا ہے؟

آپ کسی کی FaceBook کھول لیں، اپنی کھول لیں کیا پیغامات (Messages) ہیں جو ساری دنیا کو مل رہے ہیں؟ کیا چیز ہے جس کا اظہار ہو رہا ہے؟

نظر آتا ہے۔اب لوگ اپنا آپ چھپاتے نہیں بلکہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم کس طرح کی زندگی گزارتے ہیں اوراس وقت ہم کہاں پہ ہیں۔میں دیکھتی ہوں کہ لوگ جہاں جاتے ہیں Status Upload کرتے ہیں اور ہر بار پتہ لگتا ہے کہ خودرخی زندگی ہے۔حالانکہ کچھ اور بھی Upload ہوسکتا ہے کہ جہاں بھی جائیں گے روشنی کے سفیر بن کے ہی جائیں گے۔روشنی کے سفیر کی FaceBook تو کسی اور چیز کا اظہار کرے گی۔

خودرخی زندگی دراصل دنیا میں اپنی زندگی کو آگ لگانے والی زندگی ہے۔آپ سمجھ لیں کہ کسی انسان کے اندر دراصل ایک جہنم تیار ہو جاتی ہے پھر اس آگ میں وہ خود بھی جلتا ہے اور لوگوں کو بھی جلاتا ہے۔جب ایک انسان کے اندر Reaction لگتا ہے،اسے کسی سے حسد ہوتا ہے،وہ کسی کے بارے میں کینہ دل کے اندر پال لیتا ہے،بدگمان ہوتا ہے اور اس سے بغض رکھتا ہے تو بغض دراصل ایک آگ ہے،کینہ آگ ہے،حسد آگ ہے۔جب آپ کسی سے بدگمان ہوتے ہیں تو سوچتے ہی رہتے ہیں،اسی کو سوچتے ہیں اور برا ہی سوچتے ہیں پھر:

خیر خواہی کہاں جائے گی؟

امانت کس کو پہنچائیں گے؟

آپ کے پاس تو وقت ہی نہیں ہے

کیونکہ آپ کا تو Sever Busy ہے،ہر وقت نیٹ ورک مصروف (Busy) ہے، ہر وقت آپ کچھ نہ کچھ سوچ رہے ہیں،کسی کے بارے میں برا سوچ رہے ہیں۔

کیا اس لیے پیدا ہوئے تھے؟

کیا اس لیے صلاحیتیں ملی تھی؟

کہ زندگی کو آگ لگا دیں

نہیں! آگ نہیں لگانی بلکہ اللہ تعالیٰ کی روشنی کے لیے دل میں جگہ بنانی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی روشنی آئے گی تو آپ روشنی کے سفیر بن جائیں گے (ان شاء اللہ) کیونکہ روشنی کا مزاج ہے کہ وہ چھپائے نہیں چھپتی۔ دعوت الی اللہ ایسی چیز ہے کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو چھپے گی نہیں کیونکہ یہ محبت چھپ نہیں سکتی بلکہ اس محبت کا زبان سے اظہار ضرور ہوگا۔ تو دعوت الی اللہ دراصل کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کو مان لینے کی شہادت ہے، گواہی ہے کہ مان لیا، یقین آگیا اور یقین کا اظہار دعوت کے ذریعے ہوتا ہے (الحمدللہ)۔ اگر آپ کا Belief ہوگا، آپ کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد ہے کہ وہ سنتا ہے تو آپ ہر ایک کو پیغام (Message) دینے سے کبھی نہیں چوکیں گے کہ اللہ تعالیٰ قریب ہے، وہ سنتا ہے، اس سے مانگو وہ مانگیں پوری کرتا ہے۔ اگر آپ کو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے تو آپ کے طرزِ عمل میں وہ چیز آئے گی اور لوگ بھی آپ کی شخصیت کی وجہ سے پہچان لیں گے اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے اور اس سے کچھ بھی چھپایا نہیں جا سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف ہے تو ساری زندگی میں نظر آئے گا کیونکہ حساب کتاب کا یقین ہوگا۔ حساب کتاب کے یقین کی وجہ سے اپنے آپ کو جب کوئی اللہ تعالیٰ کے آگے کھڑا کر کے دیکھتا ہے تو اس پر جو کیفیت طاری ہوتی ہے اس کیفیت کی وجہ سے کبھی دل کی گہرائیوں میں بھی برا گمان نہیں رکھیں گے۔ حسد نہیں کریں گے، کینہ نہیں رکھیں گے، بغض نہیں رکھیں گے، پھر دل تو خالی ہوگا اور خالی قلب کے اندر اللہ تعالیٰ کا نور سما سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کی روشنی

آسکتی ہے۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ط

اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ (النور:35)

"اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے،اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے،جس میں ایک چراغ ہے اور یہ چراغ شیشے کی قندیل میں ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے نور کی کتنی خوبصورت مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی روشنی ہے۔طاق بندہ مومن ہے اور یہ چراغ اس کا دل ہے۔یہ قندیل کیسی ہے؟موتی کی طرح چمکتا تارا۔آپ جانتے ہیں روشنی کسی ٹھوس چیز کے اندر سے نہیں گزر سکتی مثال کے طور پر لکڑی کے اندر سے یا دیوار کے اندر سے،کسی شیشے جیسی چیز کے اندر سے ہی گزرتی ہے۔ ایمان بھی دراصل روشنی ہے آپ کا قلب جتنا شفاف ہوگا اتنی ہی زیادہ اس کے اندر روشنی آئے گی اور لوگوں کے سامنے ظاہر بھی ہوگی۔اگر آپ مینارِ نور بننا چاہتے ہیں،آپ روشنی کے سفیر بننا چاہتے ہیں،آپ یہ چاہتے ہیں کہ جہاں آپ ہوں وہاں ہر کسی کے پاس یہ روشنی پہنچے تو اس کے لیے اپنا دل شفاف کرلیں۔کیونکہ آپ کا دل روشن ہوگا تو اس میں رب کا نور سمائے گا اور اس کی وجہ سے دوسروں تک بھی یہ روشنی پہنچے گی (ان شاء اللہ) اس کے لیے دعائیں کرنے کی بہت ضرورت ہے کہ:

اے اللہ! مجھے حق کو حق کر کے دیکھا دے

ہمیں اس کی اتباع کرنے کی توفیق عطا کر دے

اور

باطل کو باطل کر کے دیکھا دے

اس سے اجتناب کرنے کی توفیق عطا فرما دے (آمین)

جو انسان کھرا ہو جائے تو اس کے سامنے چیزوں کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ کتنی زیادہ ضرورت ہے کہ ہمارے سامنے ہر وقت مدعو کی حقیقت واضح ہوتی رہے کہ مدعو تک روشنی کو پہنچانا ہے، اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانا ہے۔ یہ ذمہ داری (Responsibility) ہے، فرض ہے، جو ہم پر عائد ہے اور جس کی جواب دہی کرنی ہوگی، ہر مومن جس مقام پر بھی ہے مینارِ نور کا کردار ادا کرنے کا پابند ہے۔ آپ ضرور جائزہ لیجئے گا اپنی زندگی کا کہ آپ روشنی کے مینار ہیں یا اندھیروں کے باسی ہیں! اور اپنی دلی کیفیات کا جتنا زیادہ آپ جائزہ لیں گے، جتنا زیادہ اپنے قلب کو شفاف کریں گے اتنے ہی آپ خود خالص ہوں گے اور اتنا ہی زیادہ خیر کا سلسلہ آپ سے دوسروں تک پہنچے گا (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

یہ دعوت الی اللہ کا کام ہے دراصل خدائی کام ہے نا، اللہ تعالیٰ کا کام ہے جو اس زمین پر رہتے ہوئے ہمیں انجام دینا ہے اور کام اتنا ہی ہے کہ آپ جہاں بھی ہوں آپ کے توسط سے روشنی پہنچتی رہے اور پہنچے گی (ان شاء اللہ)۔

بعض اوقات ہم دعوت کا آغاز بھی غلط کرتے ہیں مثلاً سب سے پہلے نماز کی دعوت دیتے ہیں تو پہلی دعوت نماز کی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ پہلی دعوت کونسی دیتے تھے؟

شہادتین: اللہ تعالیٰ کی گواہی اور محمد رسول اللہ ﷺ کی گواہی

حقیقتاً ہماری سوسائٹی کے افراد شہادت سے بے خبر ہیں، شہادت کے بارے میں غلط تصور (Misconception) ہے، غلط فہمی ہے۔ ہمارے ہاں شہادت اس کو کہتے ہیں کہ

جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دے دے اور ہر کسی کے نام کے ساتھ شہید لگایا جاتا ہے، فلاں بھی شہید ہے، فلاں بھی شہید ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیے کہ حضرت عمر علیہ السلام کا نام جب آپ لیتے ہیں تو کبھی آپ نے تاریخ میں کہیں پڑھا ہے "عمر فاروق شہید" یا "عثمان غنی شہید"! یہ آج کے دور کی بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ حالانکہ شہادت تو وہ شہادتیں ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی گواہی۔ تو اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی گواہی دینے کے قابل نہیں ہے تو پہلے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑیئے۔

میں آپ کو ایک ہزار بار بھی یہی بات کہوں گی اور ایک لاکھ بار بھی یہی کہوں گی کہ اللہ رب العزت کی طرف بلائیں۔ آپ کہتے ہیں نماز پڑھ لو، وہ کیوں نماز پڑھے! وہ نماز نہیں پڑھے گا کیونکہ وہ مسئلے (Problem) میں ہے۔ اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، اسے اپنی زندگی میں کوئی اثر نظر نہیں آتا، میں سمجھتی ہوں کہ وہ ہمارے سے زیادہ بہتر انسان ہے اس لیے کہ اسے کم از کم یہ تو پتہ چلتا ہے کہ میرا تعلق نہیں ہے، میری نمازیں بے اثر ہیں۔ کیونکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف آجاتے ہیں، ظاہری لبادہ اوڑھ لیتے ہیں، انہیں یہ بھی نہیں پتہ چلتا کہ میری نماز میں اثر ہے یا نہیں۔ وہ اٹھک بیٹھک تو کر لیتے ہیں لیکن دل کے خشوع کا اہتمام نہیں کرتے تو آپ اس موقع پر یہ نہ سوچئے کہ کوئی نماز کیوں نہیں پڑھ رہا۔ نماز نہ پڑھ کے وہ غلطی کر رہا ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ جس کے لیے نماز پڑھنا چاہتا ہے اس کے ساتھ تعلق محسوس نہیں کرتا۔ تو اس تعلق کے لیے کوشش کریں، اس تعلق کے لیے وہ چیزیں انہیں بتائیں جو ان کے دل میں گھر کر جائیں۔

اور اس کا سب سے بڑا اظہار دعا ہے اور میں سمجھتی ہوں دعوت کا آغاز دعا سے کرنا دعو

کو بہت قریب لے آتا ہے۔ ہر انسان کی زندگی کے کچھ مسائل ہوتے ہیں جن کو وہ حل (Solve) کرنا چاہتا ہے، وہ چاہتا ہے کوئی میری مدد کر دے، میں مافوق الفطرت طریقے سے ان مشکلات سے نکل آؤں۔ تو آپ دعا کرنے کے لیے تیار کریں اور اسماء وصفات اس میں آپ کی بہت مدد کریں گے (ان شاء اللہ) تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو جوڑیے جب تعلق جڑے گا تو عمل میں تبدیلی آئے گی۔ اسی لیے میں نے آپ کے سامنے بھیڑوں کی مثال رکھی ہے جیسے ان کے رویے میں تبدیلی آئی ایسے ہی انسانوں میں بھی تبدیلی آئے گی (ان شاء اللہ) اور تبدیلی دعا سے بھی آئے گی جو دعا ہم نے پیچھے سیکھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور وفکر کرنا سکھایا جائے۔ یہ وہ چیز ہے جس پر یقین دلانا داعی کا فرض ہے اور مجھے لگتا ہے کہ اس سوسائٹی میں اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں بلایا جاتا۔ دعوت الی اللہ کا کام دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا کام ہے، پھر جو اللہ تعالیٰ کی طرف آئے گا، جس کے دل میں یقین اترے گا وہ عبادت کرنا چاہے گا۔ عبادت کی تیاری کی بجائے ہم عبادت نہ کرنے پر لوگوں سے غصے کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ جیسے ماں نماز نہ پڑھنے پر اپنے بچے سے غصے کا اظہار کرتی ہے، بچہ بے چارہ کیا کرے!

اس کو رب کا تعلق تو سکھایا ہی نہیں

رب کی محبت نہیں سکھائی

اس سے امید باندھنی نہیں سکھائی

اس پر بھروسہ نہیں سکھایا

اس کے لیے زندگی گزارنے کی تمنا دل کے اندر پیدا نہیں کی

پھر وہ اس کے لیے نماز کیسے ادا کرے! کیسے اس کے آگے جھکے!

کام تو یہی ہے اگر آپ اللہ تعالیٰ کی محبت سکھا دیں گے، اس کے طرف دلوں کو مائل کریں گے تو (ان شاء اللہ) تبدیلی آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کی مثال ایسے ہیں جیسے گاڑی میں پٹرول (Fuel) ہوتا ہے تو گاڑی چلتی ہے اور اگر اس کے اندر آپ پٹرول یا ڈیزل نہیں ڈلواتے تو گاڑی نہیں چلتی۔ آپ کہتے ہیں کہ دین سے جو محبت ہے اس کی گاڑی چل پڑے، تو گاڑی چلے گی لیکن پہلے پٹرول ڈالوالیں۔ پٹرول نہیں ڈالنا چاہتے تو گاڑی خواہ کتنی ہی قیمتی ہو چلے گی نہیں۔ آپ پہلے اس بات کو مان لیجیے کہ:

اللہ تعالیٰ کا تعلق

اللہ تعالیٰ سے محبت

اسی سے امید باندھنا

اسی کی خوشی کے لیے جینا

اور اسی کے لیے کچھ کرنا

یہ بنیادی باتیں ہیں، آپ اللہ تعالیٰ کی محبت کو بنیادی کام نہیں سمجھتے، جب آپ دعوت الی اللہ کا کام کریں گے اور پہلی دعوت نماز کے لیے دیں گے تو ہمیشہ ناکام ہوں گے، آپ سمجھ لیں کہ ناکامی آپ کی قسمت میں لکھ دی گئی ہے۔ کیونکہ جو شخص نماز کی حقیقت کو سمجھنا چاہے اس کے لیے لازم ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو سیکھے، اللہ تعالیٰ کے عظیم ہونے کو، اس کے سب سے بڑے ہونے کو، اس کی رحمت کو سیکھے اور اس سے محبت کرے۔ جب محبت ہوگی تو محبت میں انسان سارا کچھ ہی مانتا ہے پھر وہ اس کے تقاضے بھی پورے کرے

گا۔

دعوت الی اللہ کا کام اگر ہم اپنی مرضی سے کرنا چاہیں گے تو نتائج (Results) نہیں آئیں گے۔ اور اگر اس طرح سے کرنا چاہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے کروایا تو نتائج (Results) آئیں گے لیکن ہدایت پھر بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ پھر بھی ہمیں پتہ نہیں ہے کہ کب اس دستک کا جواب آئے۔ آپ کو پہلے خود ماننا ہوگا، پہلے خود تسلیم کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا عمل کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی عظمت کی طرف بلانے کا

اللہ تعالیٰ کے طاقت ور (Powerful) ہونے کی طرف بلانے کا

اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کی طرف بلانے کا عمل ہے۔

یعنی آپ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ایک تعلق جوڑیں گے تو سب سے پہلا کام یہ سکھائیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنی ہے۔ سب سے زیادہ بڑی چیز اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی محبت سکھائیں گے

آپ اللہ تعالیٰ سے امید باندھنا سکھائیں گے

آپ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا سکھائیں گے

آپ اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہونا سکھائیں گے

آپ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا سکھائیں گے

آپ اللہ تعالیٰ کی خوشی کی خاطر کام کرنا سکھائیں گے

تو (ان شاء اللہ تعالیٰ) باقی کام آسان ہو جائیں گے۔

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا (حاکم بنا کر بھیجتے وقت انہیں) ہدایت فرمائی تھی کہ تم ایک ایسی قوم کی طرف جا رہے ہو جو اہل کتاب یہودی اور نصرانی وغیرہ میں سے ہیں۔ اس لیے جب تم وہاں پہنچو تو پہلے انہیں اس کی دعوت دو کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اگر اس میں وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالٰی نے روزانہ ان پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں، جب یہ بھی مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالٰی نے ان پر زکوٰۃ کو بھی فرض کیا ہے، جو ان کے مالدار لوگوں سے لی جائے گی اور انہیں کے غریبوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ جب یہ بھی مان جائیں تو (پھر زکوٰۃ وصول کرتے وقت) ان کا سب سے عمدہ مال لینے سے پرہیز کرنا اور مظلوم کی آہ سے ہر وقت ڈرتے رہنا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی ہے۔ (بخاری:4347)

دیکھیں اللہ تعالٰی ہی عبادت کا حق رکھتا ہے، اس کو سمجھانے کے لیے پہلے کتنی منازل طے کرنی پڑیں گی۔ ایک اللہ کے ساتھ تعلق جوڑنا یہی دعوت الی اللہ ہے۔ اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ ہمیں اس کام کو سمجھنے کی بھی توفیق دے اور اس کام کو کرنے کی توفیق عطا کرے (آمین)۔

آپ اس کتاب کے آڈیو اور ویڈیو کورس سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ہر کام اللہ تعالیٰ کے نام سے

کوئی مسلمان ایسا نہیں جو بسم اللہ سے اختلاف کرے۔ بسم اللہ کی برکات۔ اللہ اکبر کے بعد، یہ اللہ اکبر کی عملی صورتیں ہیں۔ ہاں یہی دعوت الی اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے۔ پھر جب بسم اللہ کی بات پر کوئی پختہ ہو جائے تو اور کتنی باتیں سکھائی جاسکتی ہیں۔

النور انٹرنیشنل

انسٹیٹیوٹ آف اسلامک ایجوکیشن اینڈ ریسرچ

لاہور، فیصل آباد، کراچی

www.alnoorpk.com | sales@alnoorpk.com | YouTube Nighat Hashmi

Facebook Nighat Hashmi | Facebook Alnoor International | +92 336 4033042/49